حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

تصنیف

انجینئر محمود مجیب اصغر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

دنیا میں محبتیں اور پیار بانٹنے والے عظیم روحانی وجود حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات جماعت احمدیہ کے افق پر روشن ستارے کی طرح جگمگا رہی ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر دور ہمارے لئے راہنما اور مشعل راہ ہے۔ آپ کے غیر معمولی بچپن اور پاکیزہ جوانی سے ہم کئی درس حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اسی طرح آپ کے دور خلافت میں ہونے والی عظیم ترقیات اور روحانی بیداری کا سفر آج بھی ہمارے لئے سوچوں کے نئے زاویے متعین کرتا ہے۔ خلفائے احمدیت کی نصائح، تحریکات اور ارشادات ہمیشہ برکتوں اور رحمتوں کے نئے دروازے کھولنے والے بن جاتے ہیں۔ اس کتاب کو پڑھتے ہوئے آپ بھی ان برکتوں اور رحمتوں کے حصول کے لئے کوشش کا عہد کر سکتے ہیں۔

پیش لفظ

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ آپ کی پیدائش الٰہی بشارات کے تحت ہوئی اور بچپن سے ہی حضرت اماں جان نے آپ کی اپنے بیٹوں کی طرح پرورش فرمائی۔ آپ نہایت ذہین، حلیم، منکسر المزاج مگر مصمم ارادہ کے مالک تھے۔ جب سے آپ نے ہوش سنبھالا ایک ہی خواہش آپ کے ذہن پر سوار رہتی کہ کسی طرح دینِ حق کی اشاعت اور خدمت میں آپ اپنا حصہ پیش کرسکیں۔ 18 سال تک خلافتِ احمدیت کی عظیم الشان ذمہ داریوں کو سرانجام دینے کے بعد 8 اور 9 جون 1982ء کی درمیانی شب آپ اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ خود بھی اعلیٰ درجہ کی خدمات بجالائے اور ہمارے لئے بھی ایک اعلیٰ نمونہ چھوڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو۔ آمین

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ

’’میں نے اپنی عمر میں سینکڑوں مرتبہ قرآن کریم کا نہایت تدبر سے مطالعہ کیا ہے۔ اس میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جو کہ دنیاوی معاملات میں ایک مسلم اور غیر مسلم میں تفریق کی تعلیم دیتی ہو۔........... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے لوگوں کے دلوں کو محبت، پیار اور ہمدردی سے جیتا تھا۔ اگر ہم بھی لوگوں کے دلوں کو فتح کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔ قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے:

سب سے محبت اور نفرت کسی سے نہیں

Love for All , Hatred for None

یہی طریقہ ہے دلوں کو جیتنے کا۔ اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں۔‘‘

(خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 5/اکتوبر 1980ء۔ بحوالہ دورۂ مغرب صفحہ 523، صفحہ 524)

مبشر پیدائش

سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عظیم الشان بشارتوں کے مطابق 16 نومبر 1909ء (2 ذی قعد 1327ھ) بروز بدھ حضرت محمودہ بیگم صاحبہ ام ناصر کے بطن سے قادیان دارالامان میں پیدا ہوئے۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موعود نافلہ (پوتے) ہیں۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے چھوٹے بیٹے مرزا مبارک احمد کی بچپن میں ہی صرف آٹھ سال کی عمر میں وفات ہوگئی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو کئی الہامات کے

ذریعے بشارت دی کہ چوتھے بیٹے مبارک کے بدلے پانچواں بیٹا دیا جائے گا جو بطور نافلہ یعنی پوتا ہوگا۔اس بارہ میں آپ کو کئی الہام ہوئے۔ایک الہام میں اس کا نام یحییٰ بتایا گیا۔ان الہامات میں سے ایک الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ''ممکن ہے اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود (حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی۔ناقل) کے ہاں لڑکا ہوگا کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں''۔

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 607)

ان خوش خبریوں کے پیش نظر بچپن میں ہی آپ کی مقدس دادی حضرت اماں جان (نصرت جہاں بیگم صاحبہ) نے آپ کو اپنا بیٹا بنالیا اور اپنی آغوش تربیت میں لے لیا۔چنانچہ حضرت اماں جان کی بیٹی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں:

''حضرت اماں جان ناصر احمد کو بچپن میں اکثر یحییٰ کہا کرتیں اور فرماتی تھیں کہ یہ میرا مبارک ہے، یحییٰ ہے، جو مجھے بدلہ مبارک کے ملا ہے''۔

(بشارات ربانیہ مولفہ حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب صفحہ 17)

آپ کی پیدائش سے دو ماہ قبل حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی اپنے ایک خط میں لکھا:

''مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ میں تجھے ایک لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور (دین حق) کی خدمت پر کمر بستہ ہوگا۔''

(الفضل قادیان مورخہ 8 اپریل 1910ء)

حضرت مصلح موعود کو آپ کے بچپن سے ہی یقین تھا کہ یہ وہی بیٹا ہے جس کے بارے میں پہلے سے خبر دی گئی تھی۔چنانچہ جب آپ قرآن کریم حفظ کررہے تھے اور ساتھ دوسری تعلیم بھی حاصل کررہے تھے تو حضرت اماں جان کو فکر پیدا ہوئی کہ آپ کہیں خاندان کے دوسرے بچوں سے تعلیم میں پیچھے نہ رہ جائیں۔حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بیان فرماتی ہیں:

''ایک دن حضرت اماں جان کے پاس محمد احمد، منصور اور ناصر احمد تینوں بیٹھے تھے۔میں بھی تھی بچوں نے بات کی شاید حساب یا انگریزی ناصر احمد کو نہیں آتا ہمیں زیادہ آتا ہے۔اتنے میں حضرت بھائی جان (حضرت مصلح موعود) تشریف لائے حضرت اماں جان نے فرمایا میاں قرآن شریف تو ضرور حفظ کراؤ مگر دوسری پڑھائی کا بھی انتظام ہوجائے کہیں ناصر دوسرے بچوں سے پیچھے نہ رہ جائے۔مجھے یہ فکر ہے۔اس پر جس طرح آپ مسکرائے تھے اور جو جواب آپ نے حضرت اماں جان کو دیا تھا وہ آج تک میرے کانوں میں گونجتا ہے۔فرمایا:

اماں جان! آپ اس کا بالکل فکر نہ کریں ایک دن یہ سب سے آگے ہوگا۔انشاءاللہ''

(الفضل 25 جنوری 1965ء)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنا کر آپ کو اپنے زمانے کے لوگوں میں سب سے آگے کردیا۔

جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کے اعلیٰ منصب پر فائز کیا تو آپ نے خود بھی اس عظیم الشان پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اپنی خلافت کے پہلے جلسہ سالانہ پر اعلان کیا۔

''پھر خدا نے فرمایا تھا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ایک ہی پیشگوئی بعض دفعہ کئی واقعات پر مشتمل ہوتی ہے کئی لحاظ سے یہ پیشگوئی پہلے بھی پوری ہوچکی ہے لیکن اس کے ایک معنی یہ بھی تھے کہ جن چار لڑکوں کی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بشارت دی تھی ان میں سے جو چوتھا لڑکا حضرت مصلح موعود کے صلب سے پیدا ہوگا اور وہ بمنزلہ مبارک احمد ہوگا جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی تحریر فرمایا ہے۔سو اس لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی ہے۔''

(خطاب جلسہ سالانہ ربوہ 21 دسمبر 1965ء)

بیماری اور خلافت کی برکت سے شفاء

ابھی حضرت مرزا ناصر احمد صاحب بہت چھوٹے تھے کہ بیمار ہوگئے۔خلافت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا دی۔آپ کی ایک والدہ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مصلح موعود کو حضرت خلیفہ اوّل سے بہت محبت تھی اور خلافت کا بے انتہا احترام تھا اور یہی سبق آپ نے اپنی اولاد کو دیا۔حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو ایک خط میں یہ واقعہ لکھا اور میں نے خود آپ سے سنا بھی ہوا ہے۔فرمایا کہ جب مرزا ناصر احمد چھوٹے سے تھے شاید سال ڈیڑھ سال کی عمر تھی تو بہت بیمار ہوگئے اور ادھر حضرت خلیفہ اوّل بیمار ہوگئے تو آپ اپنے بچہ کو چھوڑ کر حضرت خلیفہ اوّل کی خدمت میں حاضر ہوگئے بچہ کی حالت نازک ہوگئی گھر سے آدمی بلانے آیا آپ نہیں گئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے علم میں آیا تو آپ نے کہا جاؤ بچہ کے پاس۔علاج وغیرہ بھی بتایا۔آپ نے فرمایا میاں! وہ صرف تمہارا بیٹا ہی نہیں حضرت مسیح موعود کا پوتا بھی ہے۔اس پر آپ گئے۔اللہ تعالیٰ نے فضل کر دیا اور مرزا ناصر احمد صحت یاب ہوگئے۔''

(ماہنامہ مصباح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نمبر دسمبر 1982ء جنوری 1983ء صفحہ 35)

حفظ قرآن اور ابتدائی تعلیم

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی تعلیم کا آغاز قرآن کریم سے ہوا۔پہلے آپ نے قرآن کریم ناظرہ پڑھا۔اس کے بعد آپ نے قرآن کریم حفظ کیا۔تیرہ برس کی عمر میں آپ نے قرآن کریم حفظ کیا اور 1922ء کے رمضان میں قادیان میں نماز تراویح پڑھائی اور قرآن کریم کا دور مکمل کیا جس کی خبر امریکہ سے شائع ہونے والے رسالہ ''دی مسلم سن رائز'' نے جولائی 1922ء میں دی۔

29 جون 1931ء کو حضرت مصلح موعود نے اپنے بچوں کی آمین منعقد کی اور اس کے لئے

ایک دعائیہ نظم بھی لکھی جو پڑھ کر سنائی گئی۔ایک شعر یہ ہے۔

میرا ناصر میرا فرزند اکبر
ملا ہے جس کو حق سے تاج و افسر

قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد آپ کو دینی علوم کی تحصیل کے لئے مدرسہ احمدیہ میں داخل کروایا گیا۔مدرسہ احمدیہ کی تعلیم مکمل کر کے آپ جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔1929ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ''مولوی فاضل'' کی ڈگری حاصل کی اور پنجاب بھر میں تیسری پوزیشن لی۔اس وقت آپ کی عمر 20 سال کی تھی۔مولوی فاضل کرنے کے بعد آپ نے 1930ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

بچپن میں خدمت دین کی تڑپ

آپ نے خود ایک مرتبہ فرمایا:

''میں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر اپنے بچپن کے زمانہ میں جذبہ خدمت کے نہایت حسین نظارے دیکھے ہیں۔ہم نے بچپن کی عمر میں بھی یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ ہماری چند گھنٹے کی ڈیوٹیاں لگیں گی......ہم صبح سویرے جاتے تھے اور رات کو دس بجے گیارہ بجے گھر واپس آتے تھے۔''

(ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ ناصر دین نمبر اپریل 1983ء صفحہ 11,10)

آپ کے اس عزم کا اظہار آپ کے ان اشعار سے بھی ہوتا ہے جو آپ کی بچپن کی ڈائری میں لکھے ہوئے تھے۔

اخلاق میں مَیں افضل ، علم و ہنر میں اعلیٰ
احمد کی راہ پہ چل کر بدرالدجیٰ بنوں گا
جو کچھ کہوں زباں سے ناصر میں کر دکھاؤں
ہو رحم اے خدایا تا تیرے فضل پاؤں

بچپن کے مشاغل

پڑھائی کے ساتھ ساتھ آپ کھیلوں میں بھی باقاعدہ حصہ لیتے تھے اور اپنی جسمانی، علمی اور اخلاقی قویٰ کی نشوونما کے لئے کوشاں رہتے۔ ایک مرتبہ بچپن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''میں اپنے زمانہ میں ہاکی بھی کھیلتا رہا ہوں اسی طرح بعض دوسری کھیلیں بھی جس کا مجھے موقع ملا کھیلتا رہا ہوں یعنی فٹ بال بھی، میرو ڈبہ اور گلی ڈنڈا بھی اور کلائی پکڑنا بھی (جسے پنجابی میں بینی پکڑنا بھی کہتے ہیں) وہ بھی کھیلتا رہا ہوں۔ اب نام لیتے وقت مجھے یاد آیا کہ بعض کھیلیں میں نے نہیں کھیلیں کیونکہ ان کے کھیلنے کا مجھے موقع نہیں ملا......

میں نے سیر بھی کی ہے۔ سیر بھی بہترین ورزش ہے۔ پھر سیر کی ایک شکل بہت اچھی اور صحت مند غذا کے حصول کے لئے شکار کھیلنا ہے۔ چنانچہ میں شکار بھی کھیلتا رہا ہوں۔ پھر تیراکی بھی کرتا رہا ہوں۔''

(ماہنامہ تشحیذ الاذہان ناصر الدین نمبر صفحہ 14)

آپ کو گھڑ سواری کا بھی شوق تھا ایک بار گھوڑے سے گرے اور کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ آپ نے نہایت صبر اور شجاعت کا اظہار کیا۔ دراصل آپ بچپن سے نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے صبر اور برداشت بہت تھی بہت وسیع حوصلہ تھے اور بہادر اور شجاع تھے۔ آپ نے کبھی وقت ضائع نہیں کیا۔ وقت کی پابندی کرتے تھے۔ وقت پر اُٹھنا، سکول جانا، نمازوں کے لئے جانا، کھیلنے کے لئے جانا، وقت پر کھانا کھانا اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا۔ اس کے پیچھے حضرت اماں جان کی تربیت اور ذاتی توجہ کا بہت دخل تھا۔ آپ کی طبیعت میں کسی قسم کا لالچ نہیں تھا۔ ہر قسم کے حرص سے بالا تھے۔ نفاست اور صفائی کا خاص خیال رکھتے تھے۔

☆☆☆☆☆

لاہور میں زمانہ طالب علمی

(1930ء تا 1934ء)

1930ء میں آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ جہاں سے 1934ء میں آپ نے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں قیام کے دوران آپ نے احمدی طلباء کی ایک تنظیم ''عشرہ کاملہ'' کے نام سے بنائی جس کا منشور (دین حق) اور احمدیت کی طرف دعوت تھا۔ آپ نے لاہور کے مختلف کالجوں کے دس طلباء کو اس تنظیم کا رکن بنایا۔ آپ کو متفقہ طور پر اس تنظیم کا صدر منتخب کیا گیا۔ یہ تنظیم حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات دو ورقہ فولڈر پر شائع کر کے لاہور کے مختلف کالجوں میں تقسیم کرتی تھی جس سے طالب علموں میں بحث مباحثہ کا شوق پیدا ہوا۔ ایسے ہی طلباء میں ایک مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم تھے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے چوٹی کے مناظروں میں شمار ہوئے جنہیں دو اور بزرگوں کے ساتھ حضرت مصلح موعود نے 1956ء میں ''خالد'' کا خطاب دیا۔ کالج میں قیام کے دوران آپ اعلیٰ اخلاق کا نمونہ تھے۔

آپ نے ایک بار اپنے کالج کے زمانے کا واقعہ سنایا۔ فرمایا:

''میں جن دنوں گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھا کرتا تھا۔ ان دنوں کا مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا۔ کالج میں چھٹی تھی۔ میں قادیان جا رہا تھا ایک تیز قسم کا مخالف بھی گاڑی کے اسی ڈبے میں بیٹھ گیا۔ لاہور سے امرتسر تک وہ میرے سامنے سخت بدزبانی کرتا رہا اور میں مسکرا کر اسے جواب دیتا رہا۔ جس وقت وہ امرتسر میں اُترا تو اس مسکراہٹ اور خوش خلقی کا اس پر یہ اثر ہوا تھا کہ وہ مجھے کہنے لگا کہ اگر آپ جیسے ''داعی الی اللہ'' آپ کو دو مل جائیں تو ہم لوگوں کو جیت لیں گے کیونکہ میں نے آپ کو غصہ دلانے کی پوری کوشش کی مگر آپ تھے کہ ہنستے چلے جا رہے تھے۔''

(بحوالہ تشحیذ الاذہان ناصر دین نمبر صفحہ 13,14

آپ کے تقویٰ وطہارت اور اعلیٰ کردار کا یہ عالم تھا کہ جب آپ خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ کے اس زمانے کے ایک کلاس فیلو نے ایک احمدی پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب سے کہا:

”بھئی مبارک ہو۔آپ کو نیا لیڈر خوب ملا ہے۔ہم اکٹھے پڑھتے تھے اور ہم انہیں کہا کرتے تھے کہ آپ کے دادا جان کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن اگر آپ نبوت کا دعویٰ کر دیں تو ہم آپ کو مسیحا تسلیم کر لیں گے۔“

(بحوالہ ماہنامہ خالد ربوہ سیدنا ناصر نمبر اپریل مئی 1983ء صفحہ 61)

حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ سے شادی

بی اے کرنے کے بعد آپ قادیان تشریف لے گئے جہاں آپ کا اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آکسفورڈ (انگلستان) جانے کا پروگرام بنا۔ آپ کے والد حضرت مصلح موعود نے مناسب سمجھا کہ پہلے آپ کا نکاح کر دیں۔ چنانچہ 2 جولائی 1934ء کو حضرت نواب محمد علی صاحب اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی بیٹی حضرت سیدہ منصورہ بیگم سے آپ کا نکاح ہوا۔

5 اگست 1934ء کو مالیر کوٹلہ سے رخصتی عمل میں آئی اور 6/ اگست 1934ء کو آپ دلہن کو لے کر قادیان پہنچے جہاں ایک شاندار دعوت ولیمہ ہوئی۔ حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کے بطن سے آپ کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کیساتھ آپ کا 47 سال کا لمبا ساتھ رہا۔ 3 دسمبر 1981ء کو حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کا انتقال ہوا۔

☆☆☆☆

انگلستان میں قیام اور پاکیزہ جوانی

(1934ء۔1938ء)

شادی کے ایک ماہ بعد آپ اعلیٰ تعلیم کے لئے 6 ستمبر 1934ء کو انگلستان تشریف لے گئے جہاں آپ کا چار سال قیام رہا۔ اس دوران ایک مرتبہ چند ماہ کے لئے واپس وطن تشریف لائے۔ انگلستان جانے سے پہلے حضرت مصلح موعود نے بہت قیمتی نصائح تحریر کر کے دیں جو الفضل قادیان 11 ستمبر 1934ء میں شائع ہوئیں۔ آکسفورڈ سے آپ نے پولیٹیکل سائنس میں ایم اے آنرز کی ڈگری حاصل کی۔ 9 نومبر 1938ء کو مصر سے ہوتے ہوئے آپ واپس قادیان پہنچے۔

انگلستان میں قیام کے دوران آپ نے اپنے بزرگ والد کی نصائح پر پورا پورا عمل کیا اور وہاں پر لوگوں نے آپ کی پاکیزہ زندگی کے مشاہدے کئے۔ چھٹیاں عموماً آپ خاندان مسیح موعودؑ کے بعض اور نوجوانوں کے ساتھ جو ان دنوں انگلستان پڑھ رہے تھے، ڈیون شائر کی ایک انگریز خاتون کے فارم میں Paying Guest کے طور پر گزارتے تھے۔

جب آپ خلیفہ بنے تو بیت الفضل لندن کے اس وقت کے امام بشیر احمد رفیق صاحب کے دریافت کرنے پر اس خاتون نے بتایا ”وہ سامنے کمرہ ہے جس میں وہ ہمیشہ ٹھہرا کرتے تھے اور صبح صبح جب میں ان کے کمرہ کے آگے سے گزرتی تو ایک عجیب بھنبھناہٹ کی مسحور کن آواز آیا کرتی تھی۔ ایک دن میں نے ناصر سے پوچھا کہ تم صبح سویرے کیا پڑھتے رہتے ہو جس میں کبھی ناغہ نہیں ہوتا تو ناصر نے بتایا کہ وہ اپنی مقدس کتاب قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔

ایک شام کھانے کی میز پر...... یہ ذکر چل پڑا کہ مستقبل میں ان کے کیا ارادے ہیں......

آپ نے فرمایا کہ میں خدمت (دین حق) کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اپنی زندگی اس مقصد کے لئے وقف کرنے کا عزم کئے بیٹھا ہوں مجھے اور کوئی خواہش نہیں...... یہ خاتون کہنے لگیں کہ میرے منہ سے نکلا

Oh, what a waste of time

(یعنی یہ تو گویا وقت کے ضیاع کے علاوہ کچھ بھی نہیں)

لیکن اب جب میں دیکھتی ہوں کہ وہ جماعت کے سربراہ ہیں تو ندامت ہوتی ہے کہ کتنا غلط فقرہ منہ سے نکل گیا تھا۔"

(بحوالہ ماہنامہ خالد سیدنا ناصر نمبر اپریل مئی 1983ء صفحہ 170,169)

باقاعدہ وقف زندگی

1934ء سے 1938ء تک آپ کا قیام انگلستان میں رہا۔ اس دوران آپ یورپ کے بعض اور ملکوں میں بھی تشریف لے گئے۔ آپ کا دل ہمیشہ خدمت دین کے جذبات سے مچلتا رہتا۔ ایک مرتبہ جرمنی میں آپ نے خواب دیکھا کہ وہاں ہٹلر ہے جو آپ کو اپنا عجائب خانہ دکھاتا ہے جس میں ایک پتھر کا دل ہے جس پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے۔ آپ اس وقت جرمنی میں تھے جب آپ نے اپنے بزرگ والد اور خلیفۂ وقت کو زندگی وقف کرنے کا خط لکھا آپ نے لکھا:

"گو وقف کنندہ ہوں مگر دوبارہ اپنے آپ کو حضور کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ بندہ اس وقت سے خدمت احمدیت کے لئے حاضر ہے اور سلسلہ کی غلامی کو سب عزتوں سے عزیز سمجھتا ہے اور سلسلہ کی خدمت سے علیحدہ رہتے ہوئے اپنی زندگی کو خالی اور فضول پاتا ہے۔"

حضرت مصلح موعود کو اس خط سے بہت خوشی پہنچی حضور نے جواب میں ایک طویل خط

لکھا اور فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تمہارے ارادہ میں برکت ڈالے۔ میں خود اس بارہ میں باوجود شدید احساس کے کچھ کہنا پسند نہیں کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ وہ خود ہی تم کو نیک ارادہ کی توفیق دے۔ کیونکہ میرے نزدیک میری تحریک پر تمہارے ارادہ کو بدلنا تمہارے ثواب کو ضائع کر دیتا۔ سو الحمدللہ کہ تمہارا دل اس طرف متوجہ ہوا۔"

(بحوالہ حیات ناصر جلد اوّل صفحہ 107 تا 108)

☆☆☆☆

قبل از خلافت خدمات کا اجمالی خاکہ

(1938ء تا 1965ء)

باقاعدہ زندگی وقف کرنے کے بعد حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی خدمات 37 سال کے لمبے عرصے پر پھیلی ہوئی ہیں جن کا آغاز 1938ء میں ہوا جب آپ آکسفورڈ سے اپنی تعلیم مکمل کر کے واپس قادیان پہنچے۔ حضرت مصلح موعود نے کئی قسم کی خدمات آپ کے سپرد کیں جن میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ حضرت مصلح موعود کی وفات تک حضور کا مضبوط دست و بازو بن کر عظیم الشان خدمات دینیہ کی توفیق پاتے رہے۔

پرنسپل جامعہ احمدیہ/تعلیم الاسلام کالج

اس عرصہ میں بنیادی طور پر آپ تعلیم و تدریس کے شعبہ سے وابستہ رہے۔ 1938ء سے 1944ء تک آپ جامعہ احمدیہ قادیان میں پڑھاتے رہے اور پھر پرنسپل بنا دیئے گئے۔ 1944ء میں تعلیم الاسلام کالج کے شروع ہونے پر حضرت مصلح موعود نے آپ کی خدمات کو کالج کی طرف منتقل کر دیا۔ آپ کالج کے بانی پرنسپل تھے۔ تعلیم الاسلام کالج 1944ء سے 1947ء تک قادیان میں تھا۔ پھر برصغیر کی تقسیم اور پاکستان ہجرت کے بعد لاہور منتقل ہوا جہاں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ہدایت پر آسمان کے نیچے صفوں پر ایک بوسیدہ عمارت میں کلاسیں شروع کیں اور بہت جلد تعلیم الاسلام کالج لاہور کے بہترین کالجوں میں شمار ہونے لگا۔

اُس وقت آپ لاہور میں ہی رہائش پذیر تھے جب 1953ء کے مارشل لاء میں آپ کو اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو ظالمانہ طور پر گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا گیا۔ خلیفۂ وقت اور جماعت کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور چند ماہ بعد رہائی ہوئی۔

اس دوران آپ کو خلیفۂ وقت کی طرف سے ارشاد ہوا کہ جماعت کے مرکز جدید ربوہ میں

نئی بلڈنگ بنوا کر کالج ربوہ منتقل کیا جائے۔ آپ کامل اطاعت کے ساتھ فوراً ربوہ آ کر کالج کی عمارت بنوانے لگے اور سخت دھوپ میں کھڑے ہو کر نہایت تھوڑی رقم میں کالج کی عمارت مکمل کروائی۔ 1954ء میں کالج لاہور سے ربوہ منتقل ہوا۔ 1965ء تک آپ کالج کے پرنسپل کے طور پر کارہائے نمایاں سرانجام دیتے رہے آپ کی انتھک محنت اور دعاؤں اور حکمت عملی کے نتیجہ میں ربوہ جیسی بے آب و گیاہ جگہ پر کالج ملک کے چوٹی کے کالجوں کی صف میں آن کھڑا ہوا۔ دُور دُور سے حتیٰ کہ بیرونی ممالک سے بھی لوگ اپنے بچوں کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخل کروانے لگے۔

جماعت کی ذیلی تنظیموں اور مرکزی اداروں کے لئے خدمات

تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ آپ کو جماعت کی ذیلی تنظیموں اور مرکزی اداروں میں مسلسل خدمات کرنے کا موقع ملا۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

آپؒ 1939ء تا 1950ء صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور 1950ء تا 1954ء نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے طور پر فرائض سرانجام دیتے رہے اور خلیفۂ وقت کے منصوبوں کو عملی جامہ پہناتے رہے۔ وقارِ عمل، دستور اساسی، لائحہ عمل، سالانہ اجتماع، رسالہ خالد، دفتر خدام الاحمدیہ سب آپ ہی کے نمایاں کارنامے ہیں۔

اس دوران آپ کو خلیفۂ وقت کی ہدایت پر کئی ہنگامی کام کرنے کا موقع ملا جنہیں آپ نے نہایت کامیابی سے سرانجام دیا۔ چنانچہ 1944ء کے جلسہ دہلی میں جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مصلح موعود ہونے کا اعلان کیا تھا اور چالیس ہزار آدمیوں نے حملہ کیا تھا۔ آپ کچھ رضا کار لے کر حفاظت پر مامور تھے۔ اسمبلی کے الیکشن کے دوران ہنگامی ڈیوٹی دی جب حضرت مصلح موعود نے الیکشن میں معاندین کے مقابلے پر چوہدری فتح محمد سیال صاحب کو کھڑا کیا تھا، برصغیر

کی تقسیم کے وقت پنجاب باؤنڈری کمیشن کے لئے مسلم اکثریت والے علاقوں کے ریکارڈ تیار کرنے کا ہنگامی کام، پاکستان ہجرت کے وقت جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کی حفاظت کا کام جہاں علاقے کے مسلمان مرد وزن بھی پناہ گزین تھے اور ہر طرف سے دشمن حملہ کر رہا تھا۔ آپ جان ہتھیلی پر رکھ کر کمال شجاعت سے تمام ذمہ داریاں ادا کرتے رہے اور پناہ گزیں عورتوں میں اپنی بیوی اور خاندان کی دیگر مستورات کے سارے کپڑے تقسیم کر دیئے، ہجرت کے بعد پاکستان میں خدام الاحمدیہ کی تنظیم نو، آزادی کشمیر کے لئے 1947ء میں کشمیر کے محاذ پر جب پاکستان اور ہندوستان کی جنگ جاری تھی تب احمدی رضا کاروں کی ''فرقان بٹالین'' قائم ہوئی۔ بھارت کی طرف سے باقاعدہ فوج لڑ رہی تھی اور پاکستان کی طرف سے اکثر و بیشتر رضا کار ہی مصروف جہاد تھے۔ رضا کاروں کی فراہمی، فوجی تربیت، محاذ پر بھجوانے کے متعلق ضروری انتظامات وغیرہ کے لئے حضرت مصلح موعود نے جو کمیٹی بنائی اس کے آپ صدر تھے۔ آپ نے فرقان بٹالین کے سلسلہ میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور اخباروں نے برملا اظہار کیا کہ تمام دینی جماعتوں میں سے جماعت احمدیہ اوّل نمبر پر رہی۔

صدر مجلس انصاراللہ

مجلس خدام الاحمدیہ کے لئے پندرہ سال عظیم الشان خدمات کی توفیق پانے کے بعد 1954ء میں حضرت مصلح موعود نے آپ کو مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا صدر بنا دیا۔ اُس وقت کسی نے کہا۔ ''میاں صاحب اب آپ بھی بوڑھے ہوگئے ہیں''۔ آپ نے فرمایا۔ ''میں بوڑھا نہیں ہوا۔ بلکہ انصاراللہ جوان ہوگئی ہے۔'' آپ نے مجلس انصاراللہ کی تنظیم نو کی، دفتر انصاراللہ تعمیر کروایا۔ سالانہ اجتماعات کا آغاز فرمایا۔ ماہنامہ انصار اللہ جاری کیا۔ علم انعامی، اشاعت لٹریچر، سہ ماہی امتحان، تعلیم القرآن، سندھ میں غیر مسلموں میں دعوت الی اللہ اور دیگر انصاراللہ کی سرگرمیاں جو آج نظر آتی ہیں یہ سب آپ ہی کے جاری کردہ کام ہیں۔ آپ خلیفہ منتخب ہونے کے ایک ڈیڑھ سال تک مجلس انصاراللہ کے صدر رہے اور پھر یہ منصب صاحبزادہ مرزا

مبارک احمد صاحب کو سونپ دیا۔

جماعت کے مرکزی اداروں کے لئے خدمات

1954ء کے بعد کا زمانہ آپ کی ذمہ داریوں میں غیر معمولی اضافے کا زمانہ ثابت ہوا۔

1955ء میں خلیفۂ وقت نے آپ کو جماعت کے مرکزی ادارے صدر انجمن احمدیہ کا صدر بنا دیا۔ اس کے علاوہ آپ ناظر خدمت درویشاں قادیان، ڈائریکٹر تحریک جدید اور 1959ء سے افسر جلسہ سالانہ کے طور پر خدمت پر مامور رہے۔ حضرت مصلح موعود کی لمبی بیماری کے دوران 1961ء میں ایک نگران بورڈ بنایا گیا آپ اس بورڈ کے بھی ممبر بنا دیئے گئے۔

صدر انجمن کے قواعد وضوابط کی تدوین واشاعت، اخراجات پر کنٹرول، خدمت قرآن اور اشاعت دین، قادیان کے درویشوں کی فلاح و بہبود اور روابط، تحریک جدید کے انتظامات، ادارۃ المصنفین میں قرآن کریم، احادیث نبوی اور فقہ وتاریخ وغیرہ کی اشاعت کے کاموں میں مدد اور راہنمائی، تعمیر کمیٹی ربوہ میں شمولیت، جلسہ سالانہ کے وسیع انتظامات، جلسہ سالانہ پر تقاریر، مشاورت غرضیکہ خلیفۂ وقت کے ماتحت جماعت کے پورے تنظیمی ڈھانچہ میں آپ نے بے مثال خدمات کی توفیق پائی۔

ذمہ داریوں میں غیر معمولی اضافہ اور آپ کی قلبی کیفیت

حضرت مصلح موعود پر 1954ء میں قاتلانہ حملہ ہوا تھا جس کے بعد آپ لمبا عرصہ بیمار رہے۔ حضرت مصلح موعود کی لمبی بیماری کے دوران تو آپ پر ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھتا ہی گیا۔

آپ حضرت مصلح موعود کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اندرونی فتنے بھی تھے۔ باپ کی لمبی بیماری۔ جماعتی کام اور غیر معمولی ذمہ داریاں اوپر سے کئی قسم کی آزمائشیں۔ اگر کوئی اور ہوتا تو گھبرا کر صبر کا دامن چھوڑ دیتا لیکن آپ ثابت قدم رہے اور اللہ تعالیٰ پر سارا بھروسہ رکھ

کر خدمت میں لگے رہے اور اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگتے رہے۔ مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب بیان کرتے ہیں کہ

"تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی عمارت کے مشرقی جانب آپ کی رہائش گاہ تھی وہاں آپ کے پاس گل خان نامی ایک پٹھان چوکیدار تھے جو نہایت مخلص اور نیک آدمی تھے۔ 1955ء سے انتخاب خلافت تک کے زمانہ میں اکثر آپ کے پاس بعض کاموں کے لئے آتا جاتا رہتا تھا میں نے ایک دن گل خان سے یہ پوچھا کہ سناؤ میاں صاحب کی زندگی کیسے گزرتی ہے؟ کہنے لگے رات گئے تک اپنی ذمہ داریوں کے ادا کرنے کے بعد گھر آتے ہیں اور تھوڑی دیر آرام فرمانے کے بعد نماز تہجد کے لئے اپنے ڈرائینگ روم میں آجاتے ہیں اور بڑی آہ وزاری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر گر جاتے ہیں۔ وہ ایک لمبا وقت رو رو کر خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت میاں صاحب کے اس عمل میں کبھی ناغہ نہیں دیکھا۔"

(حیات ناصر جلد اوّل صفحہ 349)

اللہ تعالیٰ کا غیبی ہاتھ

اپنی خلافت کے دوران آپ نے ایک بار بیان کیا کہ بعض اوقات غیر معمولی جماعتی مصروفیات کی وجہ سے آپ کالج میں اپنی پولیٹیکل سائنس کی کلاس کو پورا وقت نہیں دے سکتے تھے اور پورا کورس ختم نہیں ہونے پاتا تھا لیکن بسا اوقات دعا کے نتیجے میں آپ کو خواب میں امتحانی پرچہ دکھا دیا جاتا اور آپ طلباء کو بتائے بغیر ان سوالات پر مشتمل جامع نوٹس تیار کرکے چند لیکچروں میں اس مضمون کے متعلقہ حصے پڑھا دیتے تھے اور پولیٹیکل سائنس میں آپ کی کلاس کا نتیجہ باقی مضامین سے بہتر نکلتا۔ صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان و ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ اور مکرم محمود احمد قمر صاحب مرحوم جو آپ کے شاگرد تھے انہوں نے اس امر کی شہادت دی۔

انتخابِ خلافت ثالثہ

(8 نومبر 1965ء)

5 نومبر 1965ء کو جمعہ تھا۔ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں:

"حضرت مصلح موعود کی بیماری کے آخری ایام تھے (5 نومبر 1965ء کو) جمعہ کے دن مؤذن پوچھنے آیا کہ جمعہ کون پڑھائے؟ عموماً آپ نے فرمانا شمس صاحب یعنی مولانا جلال الدین صاحب شمس۔ کبھی شمس صاحب مرحوم ربوہ سے باہر گئے ہوتے تو فرماتے مولانا ابوالعطاء صاحب یا قاضی محمد نذیر صاحب جمعہ پڑھاویں۔ وفات سے دو تین دن پہلے جمعہ تھا مؤذن پوچھنے آیا تو آپ نے فرمایا۔

"ناصر احمد"

مجھے اس وقت تعجب ہوا کہ اس سے پہلے مجھے یاد نہیں کبھی یہ کہا پھر دوبارہ پوچھا تو پھر یہی کہا

"ناصر احمد"

دفتر کا آدمی اطلاع دینے گیا تو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب جمعہ پر جانے کے لئے تیار ہو رہے تھے۔ خیال بھی نہ تھا کہ جمعہ پڑھانا پڑے گا۔ حکم کی تعمیل کی۔ یہ بھی یقیناً خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اشارہ تھا کہ آئندہ خلافت کی ذمہ داریاں ان پر پڑنے والی ہیں۔"

(حیات ناصر جلد اوّل صفحہ 350)

اس واقعہ کے دو دن بعد 7 اور 8 نومبر 1965ء کی درمیانی شب کو حضرت مصلح موعود کا

وصال ہوگیا اِنا لِلہ وانا الیہ راجعون ۔مؤرخہ 8 نومبر 1965ء بروز سوموار بعد نماز عشاء حضرت مصلح موعود کی مقرر کردہ مجلس انتخاب کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت کے اعلیٰ منصب پر فائز کر دیا۔اس وقت آپ کی عمر 56 سال تھی۔انتخاب مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ کی صدارت میں بیت مبارک ربوہ میں ہوا۔

یہاں ایک اور تصرف الٰہی کا ذکر کرنا ازدیادِ ایمان کا موجب ہوگا۔

آپ کے ایک ساتھی مکرم پروفیسر محبوب عالم خالد صاحب بیان کرتے ہیں کہ انتخاب خلافت کے وقت آپ کا غم سے برا حال تھا بعض ہم عصر صاحبزادگان مرزا مظفر احمد صاحب وغیرہ آپ کے ساتھ نمازوں کی ادائیگی کے بعد بیت مبارک میں پہنچے اور پیچھے ستون کے عقب میں اندھیرے میں سر جھکا کر بیٹھ گئے اور دعاؤں میں مصروف ہوگئے ۔آپ فرماتے ہیں مجھے کچھ معلوم نہیں کیا کارروائی ہوئی اور کیسے آپ کا نام پیش ہوا آپ سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے جب کہ آپ کے انتخاب خلافت کا اعلان ہوا اور آپ کو پکڑ کر محراب کی طرف لے گئے۔

(حیات ناصر جلد اوّل صفحہ 360)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رفیق حضرت مسیح موعودؑ (جو پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ اور عالمی سطح پر صدر یو این او اور صدر عالمی عدالت انصاف ہیگ ہالینڈ کے عہدوں تک پہنچے) اس وقت جزائر فجی میں سفر کی حالت میں تھے جب وہاں جماعت احمدیہ کے صدر صاحب کے نام حضرت مصلح موعود کے وصال کی بذریعہ تار خبر پہنچی وہ فرماتے ہیں۔وہ رات میرے لئے سخت کرب کی رات تھی۔پچھلے پہر میں نے خواب دیکھا جس کی واضح تعبیر تھی کہ خلیفہ کا انتخاب ہوگیا ہے۔منتخب ہونے والے خلیفہ کی عمر 56 سال ہے اور ان کی طبیعت میں بہت رشد، حیا اور حلم ہے۔صبح ہونے پر میں نے موجود احباب سے یہ ذکر کرکے اپنا اندازہ بیان کیا کہ صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ منتخب ہوئے ہیں۔

(تحدیث نعمت مولفہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب 688,687)

خلیفہ خدا بناتا ہے

ایک خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا۔مجھ سے کسی نے پوچھا کہ خلافت سے پہلے کبھی آپ نے سوچا کہ خلیفہ بن جائیں گے؟ میں نے کہا No sane person can aspire to it (کوئی عقل مند آدمی ایسا سوچ بھی نہیں سکتا)۔

میری خلافت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مجھے اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا یَادَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ ۔(ترجمہ: اے داوٗد! ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ناقل)

اور یہ بتانے کے لئے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔خلافت کے بڑے تھوڑے عرصے کے بعد......ظہر کی نماز پڑھانے کے بعد میں واپس آیا اور دفتر کے اوپر کمرے میں سنتوں کی نیت جب باندھی تو میرے سامنے خانہ کعبہ آگیا....اور میں نے سیدھا کر لیا منہ خانہ کعبہ کی طرف اور نظارہ بند ہوگیا۔

میں نے سوچا کہ یہ تو نہیں خدا کا منشاء کہ میں ہر دفعہ آکر قبلہ ٹھیک کروایا کروں مطلب یہ کہ میں تمہارا منہ، جس مقصد کے لئے تمہیں کھڑا کیا ہے، اس سے اِدھر اُدھر نہیں ہونے دوں گا۔''

(حیات ناصر جلد اوّل صفحہ 371,370)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا عزم اور ایک تاریخی عہد کی تجدید

جس طرح حضرت مصلح موعود نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر عہد کیا تھا کہ:-

''وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے، میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔''

(سوانح فضل عمر جلد اوّل مصنفہ حضرت مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اسی طرح آپ نے حضرت مصلح موعود کے جنازے میں شامل ہونے والے پچاس ہزار

احباب جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر اس عہد کی تجدید کی اور فرمایا:

’’میں چاہتا ہوں کہ نماز جنازہ ادا کرنے سے قبل ہم سب مل کر اپنے رب رؤف کو گواہ بنا کر اس مقدس منہ کی خاطر جو چند گھڑیوں میں ہماری آنکھوں سے اوجھل ہونے والا ہے اپنے اس عہد کی تجدید کریں اور وہ عہد یہ ہے کہ ہم دین اور دین کی مصالح کو دنیا اور اس کے سب سامانوں اور اس کی ثروت اور وجاہت پر ہر حال میں مقدم رکھیں گے اور دنیا میں دین کی سربلندی کے لئے مقدور بھر کوشش کرتے رہیں گے۔‘‘

(حیات ناصر جلد اوّل صفحہ 363,364)

☆☆☆☆

دورِ خلافت

(1965ء۔1982ء)

دورِ خلافت کے اہم واقعات اور تحریکات

1965ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خلافت کا آغاز اللہ تعالیٰ کی عظیم بشارتوں سے ہوا اور 1982ء میں اللہ تعالیٰ کے زندہ فضلوں کا امین بن کر اپنی تکمیل کو پہنچا۔ آپ نے اپنی خلافت کے آغاز پر جلسہ سالانہ پر فرمایا:

’’میں تمام جماعت کو جو کہ یہاں موجود ہے اور پوری دنیا کو کامل یقین کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال کے اندر دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہونے والا ہے۔ وہ دن قریب ہیں جب دنیا کے بہت سے ممالک کی اکثریت (دین حق) کو قبول کر چکی ہوگی اور دنیا کی سب طاقتیں اور ملک بھی اس آنے والے روحانی انقلاب کو روک نہیں سکتے۔‘‘

(حیات ناصر جلد اوّل صفحہ 376)

فضل عمر فاؤنڈیشن

1965ء میں آپ نے حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی کی یاد میں فضل عمر فاؤنڈیشن کا منصوبہ جاری کیا اور جماعت سے 25 لاکھ روپے کا مطالبہ کیا (اُس وقت یہ بہت بڑی رقم تھی) اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے الہاماً بتایا۔

’’میں تینوں ایناں دیواں گا کہ تو رج جاویں گا۔‘‘

(حیات ناصر جلد اوّل صفحہ 384)

اس رقم سے خلافت لائبریری بنی اور ان بے شمار کاموں کا آغاز ہوا جن کا تعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے علمی خزانوں اور تحریکات سے تھا اور اب تک جاری ہیں۔

آپ نے 1980ء کے دورۂ مغرب کے دوران فرمایا:

''سب سے پہلے میری طرف سے فضل عمر فاؤنڈیشن کا منصوبہ پیش ہوا۔ جماعت نے اپنی ہمت اور توفیق کے مطابق اس میں حصہ لیا اس کے تحت بعض بنیادی نوعیت کے کام انجام دیئے گئے۔ یہ گویا ابتداء تھی ان منصوبوں کی جو خدائی تدبیر کے ماتحت غلبہ (دین حق) کے تعلق میں جاری ہونے تھے۔''

(دورۂ مغرب 1400ھ صفحہ 23)

تعلیم واشاعت قرآن

آپ نے ایک عظیم الشان کشفی نظارے کو دیکھ کر تعلیم القرآن اور وقف عارضی کا منصوبہ جاری کیا۔ اس کام کی نگرانی کے لئے ایک الگ نظارت بھی قائم فرمائی۔ آپ نے اشاعت قرآن کے کام کو آگے بڑھایا۔ آپ نے فرمایا:

''اشاعت قرآن کے سلسلہ میں تین مرحلے آتے ہیں۔

ایک یہ کہ متن قرآن کریم کو ہر (احمدی) کے ہاتھ میں پہنچادیا جائے۔ یہی نہیں بلکہ متن قرآن عظیم کو دنیا کے ہر انسان کے ہاتھوں تک پہنچایا جائے......

دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ ہر قوم اور ہر ملک کی زبان میں کیا جائے تا کہ دنیا کے ہر خطہ کے لوگوں تک قرآن کریم کو اس کے معنے اور مفہوم کے ساتھ پہنچایا جاسکے......

(تیسرا مرحلہ) اس کا ترجمہ سمجھنے لگ جائیں تو ہم ان کو قرآن عظیم کی تفسیر

سے روشناس کرائیں۔ تفاسیر کی طباعت ہو، ہر زبان میں ہو۔ ہر ملک میں ہو۔ ہر قوم کے لئے ہو۔ ہر قبیلے کے لئے ہو......''

(حیات ناصر جلد اوّل صفحہ 480,79)

آپ کے دور خلافت میں دنیا بھر میں کئی ہوٹلوں اور لائبریریوں میں قرآن کریم رکھوائے گئے اور کثرت سے ملک کے سربراہوں اور اہم شخصیات کو تحفہ کے طور پر دیئے گئے۔ آپ کی خواہش تھی کہ Voice of Quran (یعنی قرآن کی آواز) کے نام سے ایک ریڈیو سٹیشن قائم کیا جائے جسے اللہ تعالیٰ نے اگلی خلافت کے دوران ایم ٹی اے کے ذریعہ سے پورا کیا۔

تین اہم امور

خلافت کی ابتداء میں ہی آپ نے جماعت کی توجہ تین اہم امور کی طرف دلائی اور اس سلسلہ میں خطبات جمعہ ارشاد فرمائے۔ وہ تین اہم امور یہ ہیں۔

۱۔ نجات محض اللہ کے فضل پر منحصر ہے

۲۔ فروتنی اور انکساری کے اوصاف اختیار کرنا

۳۔ مسکینوں، یتیموں اور اسیروں کو کھانا کھلانے کی ترغیب

سورۃ البقرہ کی پہلی سترہ آیات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے خلافت کے ابتدائی دور میں مستورات میں قرآن کریم کے ابتدائی حصے کے درس دیئے۔ سورۃ البقرہ کے پہلے دو رکوع میں جو مضمون بیان ہوا ہے اس بارے میں فرمایا:

''ایک رنگ میں قرآن کریم انہی تین نکتوں کے گرد گھومتا ہے یعنی یا متقیوں اور تقویٰ کے متعلق بتا رہا ہوتا ہے یا وہ کافروں اور کفر کے متعلق کچھ بیان

کررہا ہوتا ہے یا منافقوں کے متعلق اور اللہ تعالیٰ کا جس رنگ میں جس طریق پر ان پر غضب نازل ہوتا ہے اس کے متعلق کچھ فرما رہا ہوتا ہے۔''

(درس مستورات غیر مطبوعہ 14 مئی 1966ء)

''میرے دل میں یہ خواہش شدت سے پیدا کی گئی کہ قرآن کریم کی سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیتیں...... ہر احمدی کو یاد ہونی چاہئیں اور ان کے معانی آنے چاہئیں اور جس حد تک ممکن ہو ان کی تفسیر بھی آنی چاہیے اور پھر ہمیشہ دماغ میں وہ مستحضر بھی رہنی چاہیے۔''

(حیات ناصر جلد اوّل صفحہ 457-458)

پہلا دورۂ مغرب اور بیت نصرت جہاں کا افتتاح

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث محبت کے سفیر بن کر حضرت مسیح موعود کی نمائندگی میں دنیا کے دور افتادہ ملکوں میں بھی گئے اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور نور سے اقوام عالم کو منور کیا۔

آپ کا پہلا غیر ملکی دورہ 6 جولائی سے 24 اگست 1967ء تک کا ہے۔ جس میں آپ مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، ڈنمارک اور برطانیہ تشریف لے گئے۔ ڈنمارک میں پہلی (بیت الذکر) کا سنگ بنیاد رکھا گیا تھا۔ اس دورے کے دوران 21 جولائی کو آپ نے (بیت) نصرت جہاں کوپن ہیگن (ڈنمارک) کا افتتاح بھی فرمایا اور اسے تاریخ کا ایک عظیم واقعہ قرار دیا کیونکہ سکینڈے نیوین ممالک میں یہ پہلی (بیت الذکر) تھی جو جماعت احمدیہ نے بنائی۔

فرقوں کے درمیان اتحاد کی تحریک

پہلے مغربی ممالک کے سفر سے واپسی پر آپ نے مسلمان فرقوں کو اپنے درمیان اتحاد پیدا کرنے کی تحریک فرمائی جس کی خبر کئی پاکستانی اخباروں نے شائع کی۔

جنگ اخبار نے لکھا:

''احمدیہ فرقہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے تجویز پیش کی ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو سات سال کی مدت کے لئے یہ طے کر لینا چاہیے کہ وہ آپس کے اختلافات بھلا کر دنیا میں (دین حق) کی (دعوت) کے لئے سر توڑ کوشش کریں گے اور عبوری دور میں ایک دوسرے پر کسی قسم کی نکتہ چینی نہیں کریں گے۔''

(جنگ کراچی 23/اگست 1967ء)

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے

1968ء میں گیمبیا میں ایک احمدی جناب ایف ایم سنگھاٹے صاحب گورنر جنرل کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ان کی درخواست پر انہیں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک کپڑا برکت کے لئے آپ نے بھیجا۔ اور اس طرح پہلی مرتبہ حضرت مسیح موعود کا الہام ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'' ظاہر ہوا۔

قبولیت دعا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت دعا کے بے شمار نشان عطاء فرمائے۔ ان میں سے ایک تحریر ہے کہ 1979ء میں آپ کی دعا سے پہلے احمدی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے فزکس میں سب سے بڑا عالمی انعام ''نوبیل پرائز'' حاصل کیا جس کی خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو قبل از وقت اطلاع دی تھی۔ اس طرح آپ کے دَور میں حضرت مسیح موعود کا یہ نشان ظاہر ہوا کہ

میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ

وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔

دوسرا دورۂ مغرب (ومغربی افریقہ)

آپ نے دوسرا دورہ 4اپریل سے 8جون 1970ء تک کیا اس دورے میں آپ یورپ کے ممالک سوئٹزرلینڈ، برطانیہ، مغربی جرمنی اور سپین کے علاوہ مغربی افریقہ کے ممالک نائجیریا، گھانا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، گیمبیا اور سیرالیون بھی تشریف لے گئے۔ افریقی ممالک کے دورے پر جانے کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''......ان اقوام کے پاس جاؤں جو صدیوں سے مظلوم رہی ہیں جو صدیوں سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم روحانی فرزند مہدی معہود کے انتظار میں رہی ہیں جن میں سے استثنائی افراد کے علاوہ کسی کو بھی حضرت مسیح موعود ومہدی معہود کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ پھر ان کے دلوں میں یہ تڑپ پیدا ہوئی کہ آپ کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ ان تک پہنچے......صدیوں کے انتظار کے بعد اللہ تعالیٰ نے چاہا تو انہیں یہ موقع نصیب ہوگا۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ 9/اپریل 1970ء)

آپ نے ان قوموں کو پیار دیا جو مدتوں سے مظلوم چلی آ رہی تھیں آپ نے افریقی ممالک کے سربراہوں سے بھی ملاقات کی جو بڑی محبت اور عزت واحترام سے پیش آئے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً بتایا گیا تھا کہ ''وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا۔''

(اشتہار 20 فروری 1886ء)

(دین حق) کے احیاءِ نو کے لئے آپ نے سپین کا سفر اختیار فرمایا۔ آپ کی کیفیت بڑی جذباتی تھی اور دل میں درد تھا کہ جہاں سات سو سال تک (دین حق) کا غلبہ رہا۔ اب وہاں (دین حق) کا نام ونشان نہیں رہا۔ ایک رات سخت کرب میں اور ساری رات مسلسل دعائیں کرتے ہوئے گزاری کہ اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے کہ جماعت احمدیہ کو (دین حق) کی احیاءِ نو کے لئے اپنی (بیت الذکر) بنانے کی اجازت مل جائے اور اپنا مشن ہاؤس بن جائے ابھی تک کرائے کے مکان میں مشن تھا۔ صبح کے وقت آپ کو سورۃ الطلاق کی آیت 4 کا ایک حصہ الہام ہوا جس کا مطلب ہے کہ جو شخص اللہ پر توکل رکھتا ہے اسے دوسرے ذرائع کی کوئی ضرورت نہیں رہتی اور وہ اس کے لئے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو اپنا مقصد بناتا ہے اسے ضرور پورا کر کے چھوڑتا ہے۔ یہ ہوگا اور ضرور ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ اور تخمینہ مقرر کیا ہوا ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ اللہ کافی ہے وہ ہو کر رہے گا۔

حضور فرماتے ہیں۔

''میرے دل میں بڑی تسلی پیدا ہوئی۔'' (الفضل 18 جولائی 1970ء)

نصرت جہاں سکیم

1970ء میں مغربی افریقہ کے دورے کے دوران آپ کو القاء ہوا کہ ان مظلوم اقوام کی فلاح و بہبود کے لئے مغربی افریقہ کے چھ ملکوں میں صحت اور تعلیم کے فروغ کے لئے ہسپتال اور سکول و کالج کھولے جائیں۔ آپ نے حضرت مصلح موعود کی خلافت کے سالوں کے برابر 51 لاکھ روپے کا جماعت سے مطالبہ کیا اور ڈاکٹروں اور پوسٹ گریجویٹ ٹیچروں کو اس مقصد کے لئے زندگی وقف کرنے کیلئے کہا۔ جماعت کے مخلصین نے والہانہ لبیک کہا اور جتنی رقم کا مطالبہ کیا گیا تھا اس سے زیادہ رقم خلیفۂ وقت کی خدمت میں پیش کر دی۔ کئی ڈاکٹروں اور پروفیسروں نے سرکاری نوکریاں چھوڑ کر وقف کے لئے پیش کر دیا اور چند سالوں میں گھانا، نائیجیریا، گیمبیا، سیرالیون، لائبیریا اور آئیوری کوسٹ میں سکولوں اور کلینکس کا جال بچھ گیا۔ آپ

نے 1980ء کے جلسہ سالانہ پر فرمایا:

''نصرت جہاں سکیم کو اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم الشان کامیابی عطا کی ہے کہ ساری دنیا کے دماغ مل کر بھی اس کا تصور نہیں کر سکتے۔''

(حیات ناصر جلد اوّل صفحہ 540)

تعمیر بیت اللہ کے 23 عظیم الشان مقاصد

قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں آپ نے تعمیر بیت اللہ کے 23 عظیم الشان مقاصد بیان فرمائے۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے الہام اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ کے مصداق تھے اور حلیم کے معنی عقلمند اور سمجھ دار کے بھی ہوتے ہیں۔ جب آپ نے تعمیر بیت اللہ کے 23 عظیم الشان مقاصد بیان کئے تو جماعت کے کسی بزرگ نے آپ کو حضرت مسیح موعود کے اس الہام کی طرف توجہ دلائی۔

''جو شخص کعبہ کی بنیاد کو ایک حکمت الٰہی کا مسئلہ سمجھتا ہے۔ وہ بڑا عقلمند ہے کیونکہ اس کو اسرار ملکوتی سے حصہ ہے۔''

(ازالہ اوہام صفحہ 635 بحوالہ تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 185)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی طرف سے خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب مرحوم آف کوئٹہ نے حج بدل کیا۔ مرزا خلیل احمد قمر صاحب نے وہ رپورٹ بھی دیکھی ہے جو آپ کے حج بدل کے سلسلہ میں تھی اس کے ساتھ پرائیویٹ سیکرٹری کی چٹھی بھی ہے۔

چین کے سفیر کی ربوہ آمد

1972ء میں چین کے سفیر نے ربوہ کا دورہ کیا اور آپ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

دراصل دنیا میں رُونما ہونے والا سرمایہ داری (Capitalism) اشتراکیت

(Communism) اور سوشلزم (Socialism) انقلابات پر آپ کو بہت عبور حاصل تھا جو ایک دوسرے کے بعد رونما ہوئے ہیں۔ چین میں سوشلزم کے تصور کو ماؤزے تنگ نے بہت فروغ دیا۔ اس کی سرخ کتاب کا آپ اکثر ذکر کرتے تھے۔ آپ نے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر سے چین کا دورہ بھی کروایا۔ آپ کے عہد خلافت میں چینی سفیر کا مرکز سلسلہ میں آنا اور آپ کو ملنا بہت اہم واقعہ ہے۔ (عجیب اتفاق ہے کہ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں بھی ایک چینی سفیر کی مدینہ آمد ثابت ہے۔)

اس واقعہ سے کچھ عرصہ بعد آپ نے ایک ملاقات میں (جس میں مولانا مبشر احمد صاحب کاہلوں جواب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد اور مفتی سلسلہ بھی ہیں شامل تھے) اپنی ایک رؤیا کا ذکر کیا کہ آپ گھوڑوں پر کئی مربیان کو چین بھجوا رہے ہیں۔

تیسرا دورۂ یورپ

تیسرا مغربی ممالک کا دورہ آپ نے 12 جولائی سے 24 ستمبر 1973ء تک اختیار فرمایا اور انگلستان، مغربی جرمنی، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، اٹلی، سویڈن، ڈنمارک کے ممالک میں تشریف لے گئے۔

محدود وسائل کے باوجود یورپ میں (دین حق) کی (دعوت) اور قرآن کریم کی اشاعت کو وسیع تر کرنے کے لئے پریس لگانے کا جائزہ لیا۔ آپ نے اس دورہ کے دوران اپنے اس رؤیا کا ذکر بھی کیا جو آپ نے زمانہ طالب علمی میں دیکھا تھا۔ آپ نے جرمن قوم کے بظاہر پتھر دل پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا دیکھا تھا۔

آپ نے ایک انٹرویو میں فرمایا کہ پچاس سال تک انشاء اللہ جرمن قوم (دین حق) قبول کر لے گی۔

صد سالہ جوبلی منصوبہ

دسمبر 1973ء میں جلسہ سالانہ ربوہ پر آپ نے اپنی خلافت کا سب سے بڑا توسیعی منصوبہ جاری کیا۔ جس کا نام صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ ہے تا کہ احمدیت کے سو سال پورے ہونے تک سلسلہ کے کاموں میں تیزی اور عالمگیر وسعت پیدا کی جائے آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے خدا نے ہمارے اندر ایک آگ لگا رکھی ہے کہ ہم نے (دین حق) کو ساری دنیا میں غالب کرنا ہے۔ اس منصوبہ کا مقصد ساری دنیا میں اشاعت، تصنیف اور تعمیرات کے ذریعہ (دین حق) کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچانا تھا اس منصوبہ کی مخالفت عالمی سطح پر شروع ہوئی جس کا تذکرہ حضور نے 13 فروری 1974ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

چنانچہ چند ہی ماہ بعد جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے ایک زبردست تحریک شروع کی گئی جس کی تفصیل ''1974ء کا عظیم ابتلاء'' کے عنوان کے تحت دی جا رہی ہے۔

1974ء کا عظیم ابتلاء

آپ کی خلافت کے دسویں سال 1974ء میں ایک عالمی سازش کے نتیجے میں پاکستان میں احمدیت کی مخالفت میں ایک تحریک چلائی گئی ۔ پہلے سے طے شدہ منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر ایک معمولی واقعہ کی آڑ میں سارے ملک میں جلوس، جلسے، ہنگامے، ہڑتالیں، احمدیوں کا سوشل بائیکاٹ، لوٹ مار اور قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ معاندین نے احمدیوں کی بیوت الذکر، قرآن مجید کے نسخے، احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور بعض جگہوں پر احمدیوں کے گھر نذر آتش کر دیئے۔ کاروبار تباہ ہوئے فیکٹریوں کو آگ لگائی گئی۔ کئی احمدی راہ مولیٰ میں قربان کر دیئے گئے اکثر نے بڑی بشاشت سے قربانیاں دیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو پہلے ایک تحقیقاتی ٹربیونل (Tribunal) میں بیان دینے کے لئے لاہور طلب کیا گیا جہاں پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی معجزانہ طور پر حفاظت فرمائی۔ بعض انتہاء

پسند گندے ارادے لے کر آپ پر قاتلانہ حملہ کرنا چاہتے تھے۔ آپ کے ڈرائیور رحمت مرحوم نے خاکسار کو ایک بار بتایا کہ ہم خود پریشان تھے خدام ڈیوٹیاں دے رہے تھے لیکن خدا کا کچھ کرنا ایسا ہوا کہ یکدم کالے بادل آئے اور مجھے بھی پتہ نہیں چلا کہ آپ کب کار میں آ کر بیٹھ گئے اور ہم معجزانہ طور پر وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور انتہاء پسند عناصر جو اسلحہ چھپا کر کھڑے تھے انتظار کرتے رہ گئے اور ہم خدا کے فضل سے بخیریت ربوہ پہنچ گئے۔

جماعت کے لئے یہ بہت نازک وقت تھا آپ ساری ساری رات جاگ کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہتے اور مخالفت اور ظلم و تشدد کے طوفان کے آگے ایک مضبوط چٹان بن کر کھڑے ہو گئے اور اس کا رخ موڑ کر رکھ دیا۔ کئی مصیبت زدہ احمدی آپ کی ملاقات کے لئے ربوہ آتے افسردہ چہروں کے ساتھ آپ کے پاس پہنچتے اور چہروں پر بشاشت اور ایمانی تازگی لے کر واپس لوٹتے۔

آپ نے جماعت کو نصیحت فرمائی کہ ظلم کا جواب ظلم سے نہیں دینا۔ ایک پیغام میں فرمایا کہ صبر کرو اور دعائیں کرو۔ صبر کرو اور دعائیں کرو۔ صبر کرو اور دعائیں کرو اور اپنی سجدہ گاہ کو آنسوؤں سے تر رکھو..... مجسم دعا بن جاؤ اور ہر آن نصرت الٰہی کے منتظر رہو۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 8 جون 1974ء)

ان دنوں اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً خبر دی وَسِّعْ مَكَانَكَ إِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ کہ استہزاء کا منصوبہ بنایا گیا ہے تم اپنے مکان وسیع کرتے جاؤ خدا تعالیٰ خود استہزاء کرنے والوں کے لئے کافی ہے وہ خود ان سے نمٹ لے گا۔

معاندین کے مطالبے پر حکومت نے قومی اسمبلی کے سارے ایوان کو ایک خصوصی کمیٹی میں تبدیل کر دیا اور یکم جولائی 1974ء کو اعلان شائع ہوا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مسئلہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا۔

(نوائے وقت لاہور یکم جولائی 1974ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایک وفد کے ہمراہ اسلام آباد قومی اسمبلی کے سامنے پیش ہوتے رہے۔اس وقت آپ کے ساتھ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب، شیخ محمد احمد مظہر صاحب، مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری اور مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرخ احمدیت شامل تھے۔

آپ نے 22 اور 23 جولائی 1974ء کو محضر نامہ پیش کیا اور گیارہ دن (5 تا 9، 15 تا 20 اگست 1974ء) آپ پر جرح ہوئی اور آپ ان کے اعتراضات کے جوابات دیتے رہے۔

ایک معاند مفتی محمود احمد جو کہ لیڈر آف اپوزیشن تھے ان کا ایک بیان لولاک رسالہ لائلپور میں اس طرح شائع ہوا۔

’’جب اسمبلی ہال میں مرزا ناصر احمد آیا تو قمیض پہنے ہوئے اور شلوار اور شیروانی میں ملبوس، بڑی پگڑی طرہ لگائے ہوئے تھا اور سفید داڑھی تھی تو ممبران نے دیکھ کر کہا۔ کیا یہ شکل کافر کی ہے؟ اور جب وہ بیان پڑھتا تو قرآن مجید کی آیتیں پڑھتا تھا اور جب حضور اکرم صلعم کا نام لیتا درود شریف بھی پڑھتا تھا تو ہمارے ممبر مجھے گھور گھور کر دیکھتے تھے کہ قرآن اور رسول کریم کے نام کے ساتھ درود پڑھتا ہے اور تم اسے کافر کہتے ہو؟‘‘

(ہفت روزہ لولاک لائلپور صفحہ 18,17۔ 28 دسمبر 1975ء الفرقان فروری 1972ء)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ اللہ استہزاء کرنے والوں کے لئے کافی ہے۔ چنانچہ جو بھی اور جس انداز میں بھی انہوں نے سوال کئے آپ انہیں اس رنگ میں جواب دیتے کہ ان کے منہ بند ہو جاتے اور سوال کرنے والا خود شرمندہ ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت مسلسل آپ کے شامل حال رہی۔ آپ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

’’انہوں نے 52 گھنٹے 10 منٹ میرے پر جرح کی اور 52 گھنٹے 10 منٹ میں نے خدا کے فرشتوں کو اپنے پہلو پر کھڑا پایا۔‘‘

(الفضل جلسہ سالانہ نمبر 1980ء صفحہ 10)

لیکن جیسا کہ پہلے سے طے شدہ تھا ایک ترمیمی بل کے ذریعے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

ادھر خدا تعالیٰ کی شان اس طرح ظاہر ہوئی کہ یہی مخالفت اشاعت دین کا باعث بنی اور دائرہ دعوت الی اللہ میں وسعت پیدا ہوتی چلی گئی۔ کئی نئے مشن کھل گئے جن میں سویڈن، ناروے، اٹلی، فرانس، سپین شامل ہیں۔

استہزاء کے منصوبے کا آلہ کار بننے والی برسراقتدار حکومت جولائی 1977ء کے مارشل لاء کے ساتھ ختم ہوگئی جیسا کہ حضرت مصلح موعود نے پیشگوئی فرمائی تھی۔

’’میں ایسے شخص کو کہ جسے خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے اسے بشارت دیتا ہوں...... اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکرائیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔‘‘

(خلافت حقہ اسلامیہ خطاب مصلح موعود 28 دسمبر 1956ء)

چوتھا دورہ یورپ

چوتھا سفر آپ نے 5 اگست سے 29 اکتوبر 1975ء تک فرمایا اور انگلستان، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، مغربی جرمنی، ہالینڈ اور سوئٹزرلینڈ کا دورہ کیا۔ اس سفر کے دوران آپ نے جماعت احمدیہ انگلستان کے جلسہ سالانہ پر خطاب فرمائے اور سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں ’’(بیت) ناصر‘‘ کا سنگ بنیاد رکھا۔ آپ نے ناروے میں بھی بیت الذکر بنانے کی خواہش کا اظہار فرمایا تا کہ سکنڈے نیوین ممالک میں اشاعت (دین حق) جلد از جلد ہو سکے۔

اس دورے کا ایک مقصد بحالی صحت بھی تھا کیونکہ کئی ماہ سے آپ بیمار چلے آ رہے تھے۔ آپ نے کئی صحت افزاء مقامات کی سیر بھی کی۔

پانچواں دورۂ مغرب وامریکہ

مغربی ممالک کا پانچواں سفر آپ نے 20 جولائی 1976ء کو ربوہ سے شروع کیا۔ اس سفر میں آپ نے یورپ کے علاوہ امریکہ کو بھی پروگرام میں شامل فرمایا۔ آپ 21 جولائی کو لندن پہنچے جہاں سے 25 جولائی کو امریکہ پہنچے۔ آپ کا براعظم امریکہ کا یہ پہلا دورہ تھا۔ امریکہ میں آپ واشنگٹن، ڈیٹن، نیویارک، نیوجرسی، میڈیسن تشریف لے گئے۔ ڈیٹن کے میئر نے آپ کو شہر کی چابی پیش کی۔ آپ نے امریکہ کے جلسہ ہائے سالانہ پر ولولہ انگیز خطاب فرمائے۔

آپ نے 13/اگست 1976ء کو جماعت ہائے امریکہ کی طرف سے دی گئی الوداعی دعوت میں واشنگٹن میں روسی سفارت خانہ کے کلچرل اتاشی مسٹر محمد عثمانوف کو روس میں غلبہ (دین حق) کی پیشگوئیوں سے بھی آگاہ فرمایا۔ (الفضل جلسہ سالانہ نمبر 1976ء)

18/اگست کو آپ کینیڈا کے شہر ٹورنٹو پہنچے اور کینیڈا کے دورہ کے بعد 15/اگست کو لندن پہنچے۔

بیت ناصر گوٹن برگ (سویڈن)

18/اگست کو آپ سویڈن کے شہر گوٹن برگ پہنچے جہاں آپ نے 20 اگست 1976ء کو بیت ناصر کا افتتاح فرمایا۔

29 اگست کو آپ ڈنمارک کے شہر کوپن ہیگن تشریف لے گئے اور یکم ستمبر تک سکنڈے نیوین ممالک کا دورہ مکمل کر کے جرمنی پہنچے اور جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ اور برطانیہ کا دورہ کرتے ہوئے 20 اکتوبر کو واپس کراچی اور لاہور سے ہوتے ہوئے ربوہ پہنچے۔ اس طرح آپ کا دورہ جو 20 جولائی کو شروع ہوا تھا بے شمار برکات کا حامل ہو کر 20 اکتوبر کو تکمیل پذیر ہوا۔

چھٹا دورہ مغرب اور بین الاقوامی کانفرنس

چھٹا سفر آپ نے 8 مئی 1978ء کو شروع کیا۔ جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ کے ممالک کا دورہ کرتے ہوئے آپ 31 مئی کو لندن پہنچے جہاں 4,3,2 جون 1978ء کو حضرت مسیح کی صلیبی

موت سے نجات کے موضوع پر جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں دنیا بھر سے ڈیڑھ ہزار سے زائد نمائندگان نے شرکت کی ان میں گیمبیا، سیرالیون، ماریشس، لائبیریا کے مندوبین کے علاوہ پولینڈ میں رومن کیتھولک چرچ کے دو سرکاری مبصر اور برطانیہ کے کیتھولک آرچ بشپ کے ایک مبصر بھی شامل ہوئے جس کا چرچا دنیا بھر کے اخباروں میں ہوا اور بین الاقوامی سطح پر چوٹی کے عیسائیوں کے ساتھ تبادلہ خیال کے لئے مختلف مکاتب فکر کے گرجاؤں اور جماعت کے عمائدین کے درمیان دعوتوں کے اعلان شائع ہوئے۔ آخری دن آپ کے خطاب کے لئے مقرر تھا اس سلسلے میں لندن مشن کو دھمکیوں کے خطوط بھی موصول ہوئے۔

24 جولائی سے 18/اگست تک آپ نے یورپین ممالک ناروے، سویڈن، ڈنمارک اور مغربی جرمنی کا دورہ کیا جس کے بعد 19/اگست سے لندن بحالی صحت کے لئے قیام فرمایا اور 11/اکتوبر 1978ء کو واپس ربوہ پہنچے۔

ساتواں اور آخری دورۂ مغرب 1400ھ

آپ کا ساتواں اور آخری دورۂ مغرب تین براعظموں۔ یورپ، امریکہ، افریقہ کے تیرہ ممالک پر مشتمل تھا جو چودھویں صدی ہجری کے آخری سال 26 جون سے 24/اکتوبر 1980ء تک کے عرصہ پر محیط ہے۔

آپ جرمنی، سوئٹزرلینڈ، آسٹریلیا، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، ہالینڈ اور انگلینڈ تشریف لے گئے۔ اوسلو (ناروے) میں آپ نے اس ملک کی پہلی بیت الذکر ''بیت نور'' کا افتتاح فرمایا:

18/اگست سے 30/اگست تک آپ نے افریقہ کے ممالک نائجیریا اور گھانا کا دورہ کیا جہاں سے براستہ لندن آپ کینیڈا تشریف لے گئے 4 ستمبر سے 11 ستمبر تک آپ نے کینیڈا کا دورہ کیا۔ 12 ستمبر کو آپ امریکہ تشریف لے گئے اور 23 ستمبر تک امریکہ کا دورہ مکمل کیا۔

24 ستمبر سے 3؍اکتوبر کے دوران آپ نے برطانیہ کے پانچ نئے مراکز کا افتتاح کیا 5؍اکتوبر کو جلسہ سالانہ برطانیہ کو رونق بخشی۔ 9؍اکتوبر کو بیت بشارت سپین کے سنگ بنیاد کی تاریخی تقریب ہوئی۔ 19؍اکتوبر کو لندن میں نماز عید پڑھائی اور 29؍اکتوبر 1980ء کو واپس ربوہ پہنچے۔ یہ آپ کی زندگی کا آخری دورہ مغرب ثابت ہوا۔

بیت بشارت پیدروآباد (قرطبہ)

اسلام کی نشاۃ اولیٰ میں 711ء میں سپین طارق بن زیاد کے ذریعے فتح ہوا اور 1236ء تک مسلمانوں کی حکومت رہی۔ جہاں سپین کی مساجد سے پانچ وقت اَللّٰہُ اَکْبَر کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔ اسلام کی پہلی تین صدیوں میں وہاں علوم وفنون نے بہت ترقی کی۔ بڑے بڑے عیسائی پادری سپین کی مسلم عرب درس گاہوں سے آکر علوم حاصل کرتے رہے اور وہیں سے یورپ میں علم وترقی کی شمعیں روشن ہوئیں۔ اس کے بعد جب مسلمانوں پر عارضی کمزوری کا زمانہ آیا تو سپین پھر عیسائیت کی آغوش میں جاگرا۔ اسلام کا سپین سے نام ونشان مٹ گیا مسجدیں ویران ہوگئیں۔

جب (دین حق) کی نشاۃ ثانیہ کا زمانہ آیا اور اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے ذریعے سپین میں (دین حق) کا احیاء نو ہو تو 1970ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایک روحانی فاتح بن کر سپین میں داخل ہوئے جیسا کہ امام بشیر احمد خان رفیق صاحب روایت کرتے ہیں، 25 مئی 1970ء کو آپ لندن سے میڈرڈ (سپین) کا بذریعہ ہوائی جہاز سفر کررہے تھے۔ میڈرڈ کا ہوائی اڈا نظروں کے سامنے آیا تو حضور نے پیچھے مڑ کر فرمایا مجھے تو طارق کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ کیا تم کو بھی سنائی دے رہی ہیں۔

(الفضل 5 مئی 1971ء)

اس سارے دورے کے دوران آپ پر اضطراب کی کیفیت طاری رہی۔ آپ پورے

توکل کے ساتھ مسلسل دعاؤں میں لگے رہے اور اللہ تعالیٰ کی عظیم بشارت لے کر لوٹے وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ۔ قَدْجَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا

(ترجمہ) اور جو کوئی اللہ پر توکل کرتا ہے وہ (اللہ) اس کے لئے کافی ہے۔ اللہ یقیناً اپنے مقصد کو پورا کر کے چھوڑتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر چھوڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جلد ہی سپین کی حکومت کے آئین میں اُن سے تبدیلیاں کروائیں اور مذہبی آزادی کی ضمانت دے دی گئی۔ سپین کی تاریخ میں یہ انقلاب عظیم تھا۔

چنانچہ جب وہ وقت آگیا کہ جس کی بشارت دی گئی تھی تو دس سال کے عرصے کے اندر اندر قرطبہ کے قریب بیت الذکر اور مشن ہاؤس بنانے کی حکومت کی طرف سے اجازت بھی مل گئی اور جگہ بھی مل گئی۔ آپ نے اس بیت الذکر کا نام بیت بشارت رکھا۔ 9؍اکتوبر 1980ء کے روز ابراہیمی دعاؤں کے ساتھ آپ نے بیت بشارت (پیدروآباد) قرطبہ کا اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھا اور 10؍اکتوبر 1980ء کو جمعہ کی نماز ادا کی۔ ایک صحافی نے پوچھا۔ کیا یہ درست ہے کہ سات سو سال بعد سپین میں یہ پہلی (بیت الذکر) بنائی جارہی ہے؟ آپ نے فرمایا:

''یہ بات درست ہے اور اگر کوئی اور (بیت الذکر) اس دوران بنی ہو تو آپ بتائیں۔''

(دورہ مغرب 1400ھ صفحہ 545)

بیت الذکر کی تعمیر تو آپ کی زندگی میں ہی مکمل ہوگئی اور 10 ستمبر 1982ء کو افتتاح کا پروگرام بن گیا۔ آپ مئی 1982ء میں اپنا اور اپنے قافلے کا ویزا لگوانے اسلام آباد تشریف لے گئے۔ وہاں 26 مئی کو آپ پر دل کے عارضہ کا حملہ ہوا اور آپ سخت بیمار ہوگئے اور روبصحت نہ ہوسکے۔

اللہ تعالیٰ کی اپنی مخفی حکمتیں ہیں آپ کا 9 جون 1982ء کو اسلام آباد میں وصال ہوگیا اور حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع کے ہاتھوں آپ کے ہی طے شدہ پروگرام کے مطابق 10 ستمبر 1982ء کو بیت بشارت سپین کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔

چودھویں صدی ہجری کے آخر پر بیت بشارت پیدورآباد (قرطبہ) کی تعمیر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔

تعلیمی ترقی کا عظیم منصوبہ

آپ کا یہ نظریہ تھا کہ بچوں کو جتنی زیادہ تعلیم دی جائے گی وہ اتنا ہی زیادہ قرآن کو سمجھیں گے اس لئے آپ نے احمدی بچے کا کم ازکم معیارتعلیم میٹرک اور دور دراز دیہاتی بچی کے لئے تعلیم کا کم ازکم معیار مڈل قرار دیا اور فرمایا کہ اس میں درجہ بدرجہ کئی مراحل آئیں گے۔ آپ دینی اور دنیوی علم کی تفریق کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہر دنیوی علم جب تک نہ بگڑے وہ دینی علم ہے پہلے زمانہ میں مسلمانوں نے دنیوی علوم کو دینی علوم کے طور پر ہی حاصل کیا اوران میں کمال حاصل کر کے دنیا کو بے انتہاء فیض پہنچایا۔

جب احمدی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام نے جب 1979ء میں نوبیل انعام حاصل کیا تو آپ نے تعلیمی منصوبہ بندی کا اعلان کیا اور اسے صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کا ایک اہم حصہ قرار دیا آپ نے یہ ہدایت فرمائی کہ ہر بچے کو اس کی ذہنی استعداد کے مطابق اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دلوائیں۔ فرمایا: جماعت کا کوئی ذہین بچہ چاہے وہ ماسکو میں ہو یا نیویارک میں یا پاکستان کے اندر یا باہر، اس کا ذہن ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا...... ہم ہر سال جماعت احمدیہ کی طرف سے سوا لاکھ روپے کے وظیفے ذہین طلباء کو دیں گے۔ یہ انعام نہیں یہ ان طالب علموں کا حق ہے۔ آپ نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو اس کمیٹی کا صدر مقرر کیا۔

آپ کا نظریہ تھا کہ ہم (دین حق) کو اس وقت تک نہیں پھیلا سکتے جب تک دشمنان (دین حق) کو تعلیم کے میدان میں شکست نہ دے دیں۔ آپ نے فرمایا: میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے کہ اگلے دس سال کے بعد آنے والے سو سال میں جس صدی کو میں غلبہ (دین حق) کی صدی کہتا ہوں ہمیں ایک ہزار سائنس دان اور محقق چاہئیں۔ آپ نے فرمایا تمام احمدی بچے اور

بچیاں اپنے امتحان کے نتائج سے آپ کو آگاہ کریں۔ پوزیشن لینے والوں کے لئے تمغہ جات دینے کا سلسلہ شروع ہوا۔ آپ نے محنت، دعا اور اچھی غذا اور سویابین اور سویا لیسی تھین کی طرف جماعت کے طلباء کو وقتاً فوقتاً توجہ دلائی۔

تعلیمی منصوبہ کے ضمیمہ کے طور پر آپ نے طلباء اور پروفیشنلز، ڈاکٹرز انجینئرز اور آرکیٹیکٹس وغیرہ کی تنظیمیں بھی قائم فرمائیں تا کہ اپنے اپنے فن میں احمدی امتیاز پیدا کریں اور جماعتی خدمات کی بھی توفیق پائیں۔

ستارہ احمدیت

جلسہ سالانہ 1981ء کے موقع پر آپ نے جماعت کو ستارہ احمدیت کا تحفہ دیا۔ فرمایا جس طرح اس کائنات کی بنیاد لا الہ الا اللّٰہ ہے اسی طرح جماعت احمدیہ کا دل لا الہ الا اللّٰہ ہے اس لئے ستارے کے دل (وسط) میں لا الہ الا اللّٰہ لکھا گیا ہے چونکہ چودہ صدیاں گزر گئیں اس واسطے میں نے مناسب سمجھا کہ چودہ کونوں والا ''ستارہ احمدیت'' جماعت کو پیش کروں......سنت نبوی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی عظیم نشان دیکھا جائے تو اللّٰہ اکبر کا نعرہ لگایا جائے اس واسطے ان چودہ کونوں میں اللّٰہ اکبر لکھوادیا ہے۔

(الفضل 29 دسمبر 1981ء)

پندرھویں صدی کا ماٹو

آپ کے دورِ خلافت میں چودھویں صدی ہجری کا اختتام ہوا۔ پندرھویں صدی کے آغاز میں آپ نے فرمایا: پچھلی صدی میں مَیں نے تمہیں......دو ماٹو دیئے تھے (۱) حمد اور (۲) عزم۔ قیامت تک وہ قائم رہیں گے......لیکن اس صدی میں جو اور ذمہ داریاں ہیں ان کے مدنظر میں کچھ اور اصولی ماٹو آپ کو دیتا ہوں۔ (۳) محبت و پیار...... چوتھا ماٹو (۴) خدمت......اگر

ہر شخص دوسرے کی خدمت کے لئے تیار ہو جائے تو آج دنیا سے فساد مٹ سکتا ہے۔

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ 26 دسمبر 1980ء)

حضرت سیدہ منصورہ بیگم کا وصال

آپ کی خلافت کے سترھویں سال یہ سانحہ پیش آیا کہ آپ کی رفیقہ حیات حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کا مختصر علالت کے بعد 3 دسمبر 1981ء کو ربوہ میں انتقال ہو گیا۔

4 دسمبر 1981ء کو عصر کے وقت ہزاروں عشاق خلافت کے ساتھ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور قطعہ خاص میں حضرت مصلح موعود کے پہلو میں ایک قبر چھوڑ کر انہیں سپرد خاک کیا گیا۔

1981ء کا جلسہ سالانہ

1981ء کا جلسہ سالانہ آپ کا آخری جلسہ سالانہ ثابت ہوا۔ صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کے تحت بڑی تیزی سے کام ہوئے فرمایا:

”اب ہم پندرہویں صدی (ہجری) میں خدا تعالیٰ کے بڑے عظیم الشان نشانوں کو دیکھنے کے لئے داخل ہو چکے ہیں...... 745 سال بعد سپین کی (بیت الذکر) مکمل ہوگئی...... پھر ہم پھیلے مشرق کی طرف، ابھی ادھر نہیں گئے۔ جاپان میں اللہ تعالیٰ نے ایک گھر کی خرید کا سامان پیدا کر دیا......
پھر بڑی وسعت پیدا ہو رہی ہے۔ کینیڈا اور امریکہ میں......
بڑی وسعت پیدا ہو رہی ہے افریقہ کے بہت سے حصوں میں......
میں تو حیران ہوں، حیرت میں گم ہوں اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عظمت میرے اس زمانہ میں اس بات سے ثابت ہوئی کہ میرے جیسے عاجز

انسان کا اس نے ہاتھ پکڑا اور اعلان کیا کہ اس ذرہ ناچیز سے میں دنیا میں انقلاب بپا کروں گا اور کر دیا۔“ (تقریر جلسہ سالانہ ربوہ 27 دسمبر 1981ء)

حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ صاحبہ سے نکاح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق آپ نے 11/اپریل 1982ء کو حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ صاحبہ بنت خان عبدالمجید خان صاحب کے ساتھ نکاح کیا اور خطبہ نکاح میں فرمایا۔ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ تیسرا نکاح ہو رہا ہے کہ جو خود اس رشتہ کا دولہا بننے والا ہے وہ آپ ہی خطبہ نکاح پڑھنے والا ہے۔ فرمایا۔ میری دو حیثیتیں ہیں ایک مرزا ناصر احمد کی حیثیت ہے مرزا ناصر احمد ہی اگر ہوتا تو دنیا میں کسی نئی شادی کی ضرورت نہیں تھی لیکن دوسری حیثیت ہے جماعت احمدیہ کے خلیفہ ہونے کی جس پر جماعت احمدیہ کے مردوں اور جماعت احمدیہ کی عورتوں کی تربیت کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ چنانچہ اس احساس کی آگ جہاں میرے اندر سلگتی رہی اور بڑی مشکل تھی میرے لئے۔ وہاں امریکہ سے لے کر دنیا کے دوسرے کنارے تک جماعت احمدیہ میں یہ احساس پیدا ہوا کہ دوسری شادی کرنی چاہیے مردوں نے بھی خط لکھے اور عورتوں کی طرف سے بھی مطالبہ آیا کہ خلیفۂ وقت کی بیوی، خلافت اور جماعت احمدیہ کی مستورات کے درمیان ایک قسم کا Cushion (رابطہ) ہوتی ہے۔ آپ نے خود بھی چالیس دن دعائیں کیں اور جماعت کے بعض بزرگوں سے بھی دعائیں کروائیں اور کئی مبشر خوابوں کے بعد عبدالمجید خان صاحب کو ان کی بیٹی طاہرہ صدیقہ کے لئے پیغام لکھ کر بھیجا۔ سیدہ طاہرہ صدیقہ صاحبہ کی والدہ کو پہلے سے خواب آ چکی تھی کہ ان کی بیٹی طاہرہ کے لئے ایک بہت اونچا رشتہ آیا ہے۔ حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ نے پورے انشراح صدر سے یہ رشتہ قبول کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تفاوت عمر کے باوجود انہوں نے بڑی ہمت اور عزم اور اخلاص اور خدا اور اس کے دین کے لئے محبت کی خاطر یہ رشتہ قبول کیا ہے۔

نئی نسلوں کی ذمہ داری

آپ نے فرمایا:

''ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کو چاہیے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور جماعت احمدیہ کی ترقی کی رفتار میں جو تیزی اور شدت پیدا ہو چکی ہے اور جماعت ہر سال پہلے سے زیادہ تعداد میں بڑھتی چلی جاتی ہے یہ ہر سال ہی پہلے سے زیادہ بڑھتی چلی جائے اور ہماری کسی نسل کی کمزوری کے نتیجہ میں اس میں کمزوری پیدا نہ ہو......

دعا کریں کہ اے خدا جس غرض کے لئے تو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے وہ غرض ہماری زندگیوں میں پوری ہو اور آپ کی بعثت کی غرض کو پورا کرنے کے لئے اب نئی نسلوں کے کندھوں پر بوجھ پڑنے ہیں۔ ہم اُن نئی نسلوں میں شامل ہیں۔ ہمارے بعد اور نئی نسلیں آئیں گی۔ میں بخیل نہیں ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے جتنی تمہیں خدمت کی توفیق ملے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ تمہیں مجھ سے بڑھ کر توفیق ملے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دینے کی اور مجھ سے زیادہ تم اس کے فضلوں کے وارث بنو۔''

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ ربوہ 26 دسمبر 1978ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی متفرق تحریکات

اس مختصر سی کتاب میں آپ کی سوانح اور تحریکات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا صرف چند متفرق تحریکات کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ آپ نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''قرآن کریم پر غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اصولی طور پر ہمیں چار قسم کی قوتیں اور صلاحیتیں عطا ہوئی ہیں۔ (۱) جسمانی۔ (۲) ذہنی۔ (۳) اخلاقی اور (۴) روحانی۔

آپ نے جتنی تحریکات فرمائیں ان کا مقصد یہی تھا کہ ہر شخص کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی استعدادوں کی بکمال نشوونما ہو اور وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے فی الواقع مفید اور کارآمد وجود بن سکے۔ چنانچہ آپ کی بعض متفرق تحریکات یہ ہیں:

جماعت کے افراد کو قوی اور امین بنانے کی تحریک۔ مجلس صحت کا قیام۔ خدام اور لجنہ کو الگ الگ کھیلوں کا کلب بنانے کی تحریک۔ سائیکل سواری اور سائیکل سفر۔ گھوڑے پالنے کی تحریک۔ چہروں پر بشاشت اور مسکراہٹ پیدا کرنے کی تحریک۔ (دینی) آداب و اخلاق کی ترویج کی تحریک۔ تحریک وقف زندگی۔ مالی تحریکات۔ علمی میدان میں آگے بڑھنے کی تحریک۔

بیماری اور وفات

سپین کی بیت الذکر مکمل ہو چکی تھی۔ اور اس کے افتتاح کے لئے 10 ستمبر 1982ء کا دن مقرر ہو چکا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث 23 مئی 1982ء کو ربوہ سے اسلام آباد تشریف لے گئے تا کہ ویزے لگوائیں لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ آپ کا قیام بیت الفضل سیکٹر F-8/2 اسلام آباد میں تھا۔ وہیں نمازیں ہوتی تھیں۔ 26 مئی بروز بدھ عشاء کی نماز کے دوران آپ کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی۔ بقیہ نماز آپ نے بیٹھ کر پڑھائی۔ دراصل یہ دل کا ابتدائی حملہ تھا۔ 3 جون کو انگلستان کے مشہور ماہر امراض دل ڈاکٹر سٹیون جینکنز (Dr. Steven Jankins) کو بلوایا گیا۔ انہوں نے اس رائے کا اظہار کیا کہ 31 مئی کو دل کا شدید دورہ ہوا ہے۔ جس کے بعد بیماری انتہائی تشویش ناک صورت اختیار کر گئی اور چند ہی دنوں میں وہ واقعہ رونما ہو گیا جس کے قبول کرنے کے لئے ایک کروڑ سے زائد افراد جماعت احمدیہ عالمگیر جو آپ کے بے حد چاہنے والے تھے اور جن کے دلوں اور دماغوں پر آپ سترہ اٹھارہ سالوں سے حکومت کر رہے تھے بالکل تیار نہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی۔ چودھویں صدی سے پندرھویں

صدی میں نہایت شاندار طریقے سے جماعت کو داخل کر کے اور شاہراہ غلبہ (دین حق) پر تیز قدموں پر ڈال کر اور (دین حق) کے روشن مستقبل کا دلوں میں یقین محکم پیدا کر کے آپ 8 اور 9 جون 1982ء (مطابق 16,15 شعبان 1402ھ) منگل اور بدھ کی درمیانی شب پونے ایک بجے اپنے رفیق اعلیٰ مولا کریم کے حضور حاضر ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

9 جون 1982ء علی الصبح آپ کا جسم اطہر تابوت میں رکھ کر دعا اور صدقے کے بعد قافلہ ربوہ کی طرف روانہ ہوا جہاں دور دور سے آپ کے عشاق پہنچ کر آپ کے آخری دیدار سے فیض یاب ہوئے۔ معاندین نے فتنہ وفساد کے منصوبے بنائے لیکن اللہ تعالیٰ نے جماعت کی خود حفاظت فرمائی اور اپنے وعدوں کے مطابق خلافت کے نظام کو جاری رکھا۔ 10 جون 1982ء کو حضرت مصلح موعود کی قائم کردہ انتخاب خلافت کمیٹی کا صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ کی صدارت میں اجلاس ہوا اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع منتخب ہوئے جنہوں نے دستور کے مطابق بیعت لینے کے بعد اپنے پیشرو خلیفہ نافلہ موعود حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث کی نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں ایک لاکھ افراد جماعت نے شرکت کی۔ آپ کو حضرت مصلح موعود کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔

آپ کے زمانے میں بہت ترقیات ہوئیں۔ 425 نئی بیوت الذکر تعمیر ہوئیں۔ قرآن کریم کے کئی تراجم شائع ہوئے، دنیا بھر میں وسعتیں نصیب ہوئیں، جماعت ایک کروڑ افراد سے تجاوز کر گئی۔

پاک سیرت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی سیرت کے کئی روشن پہلو ہیں لیکن سب سے روشن پہلو آپ کی مقناطیسی شخصیت اور مسکراتا ہوا نورانی چہرہ تھا جو تعلق باللہ اور عشق الٰہی اور زبردست توکل علی

اللہ کے نتیجہ میں تھا۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے الہام ''عشق الٰہی وسّے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی'' کے مصداق تھے۔ آپ اکثر کشوف ورؤیا اور الہام الٰہی سے مشرف ہوتے رہتے لیکن اظہار بہت کم کرتے، ایک بار فرمایا:

''میں نے اپنے خدا کی آواز کو بارہا سنا ہے اور اس نے مشکل وقتوں میں خود میری راہنمائی فرمائی ہے۔''

(الفضل 28/ اگست 1978ء)

قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق اور محبت میں آپ ہر وقت سرشار رہتے تھے بنی نوع انسان کی ہمدردی اور خیر خواہی سے آپ کا دل سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارتا تھا۔ صبر وتحمل اور بردباری آپ کے اوصاف حمیدہ تھے۔ معاندین کی ایذا رسانیوں پر ہمیشہ مسکرا دیا کرتے اور گالیاں سن کر دعا دو۔ پا کے دکھ آرام دو کی تعلیم پر عمل کرتے۔ دنیا کی کوئی طاقت اور کسی جابر وظالم کا رعب آپ کے چہرے کی بشاشت اور مسکراہٹ نہ چھین سکا۔ آپ کا دیا ہوا ماٹو Love for All Hatred for None قیامت تک زندہ رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے مطابق (دین حق) کے روشن مستقبل اور دائمی اور عالمگیر غلبہ پر آپ کو ایسا یقین تھا جیسے مستقبل کو آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہوں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مَیں (دین حق) کے ساری دنیا پر غالب آنے کے بارہ میں پرامید ہی نہیں پریقین ہوں۔ اس لئے بھی کہ حالات اور زمانہ کی حرکت ہمارے حق میں ہے۔''

(دورۂ مغرب 1400ھ صفحہ 288)

آپ ابتلاؤں میں ثابت قدم رہنے والے اور کامیابیوں میں مزاج کے منکسر اور طبیعت کے غریب تھے فرماتے تھے "I am humblest of the humble" (ترجمہ: میں سب سے زیادہ عاجز اور خاکسار ہوں) آپ نے افراط وتفریط کی دو پہاڑیوں کے درمیان (دین

حق) کے خوبصورت میدان میں قابل رشک زندگی بسر کی۔

آپ ہر آن دعاؤں میں لگے رہنے والے وجود تھے۔ آپ کو قبولیت دعا کا نشان عطا کیا گیا اور دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لاکھوں کروڑوں لوگوں نے آپ کی دعاؤں کا اعجاز دیکھا۔

آپ کی پاک روح پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور سلام ہو

ہر سلسلہ تھا اس کا خدا سے ملا ہوا
چپ ہو کہ لب کشا ہو بلا کا خطیب تھا
دیکھا ہے اس کو خلوت و جلوت میں بارہا
وہ آدمی بہت عجیب و غریب تھا
لکھو تمام عمر مگر پھر بھی تم علیم
اُس کو دِکھا نہ پاؤ وہ ایسا حبیب تھا

(عبیداللہ علیم)

†³n³³³³³³ í ³³³³³Ö^e k ³³³Û³³³i

نام کتاب .... حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

اشاعت .... طبع اوّل

فجزاهم الله احسن الجزاء